ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مشتاق احمد یوسفی کے ہاں فلیش بیک تکنیک: ایک مطالعہ

MUSHTAQ AHMAD YOUSUFI'S FLASHBACK TECHNIQUE: A STUDY

1. Dr.Muhammad Yousaf
Scholar Post-Doctoral Fellowship, Institue of Urdu Language and Literature,Punjab University,oriental,college Lahore,Pakistan
Email: muhammad.yousaf@ajku.edu.pk
2. Prof. Dr.Baseera Ambreen
Director,Institue of Urdu Language and Literature,Punjab University,oriental,college Lahore,Pakistan
Email: **baseera.ambreen@yahoo.com**

Abstract:
This study examines the use of the flashback technique in the writings of Mushtaq Ahmad Yousufi, one of Urdu's most celebrated humorists. In Yousufi's prose, flashback does not merely interrupt the chronological flow of narration; rather, it functions as a deliberate artistic strategy that deepens characterization and enriches thematic expression. His frequent return to past events, personal memories, and cultural experiences lends his narrative a distinctly non-linear structure, allowing humor and reflection to coexist seamlessly. Through a close reading of his major works, this paper explores how Yousufi skillfully integrates flashback with satire, dialogue, anecdotal storytelling, and social observation. The analysis reveals that the flashback technique is a fundamental component of Yousufi's narrative craft, enhancing the emotional resonance, intellectual depth, and comic vitality of his prose. Ultimately, the study demonstrates that flashback in Yousufi's writing serves not only as a structural device but as a vital conduit for capturing the richness of South Asian life, memory, and humor.

Keywords
Mushtaq Ahmad Yousufi, Flashback Technique,Non-linear Narrative, Urdu Humour, Narrative Structure, Memory and Experience, Satire; Characterization, Literary Style, Urdu Prose.

تکنیک یونانی زبان کا لفظ ہے اور یہ لفظ 'Techiko ' سے انگریزی اور پھر انگریزی زبان سے اردو زبان میں آیا۔ تکنیک کے معنی فن یا طریقہ کار کے ہیں۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات میں تکنیک کی یوں تعریف کی گئی ہے:

> ''تکنینک سے مراد وہ طریقہ جس سے فن کار اپنے موضوع کو پیش کرتا ہے، جیسے بیانیہ تکنیک، ڈرمائی تکنیک، مکالمے کی تکنیک، خود کلامی کی تکنیک، روزنامچہ کی تکنیک وغیرہ۔''(۱)

تکنیک بنیادی طور پر مواد کو فن کے مختلف سانچوں میں ڈھال کر اس زبان و بیان کی جملہ فنی خوبیوں کی آمیزش ہے۔ شعرا اور ادبا جس طریقہ یا انداز کو اپنی تخلیق میں پیش کرتے ہیں اسے تکنیک کہا جاتا ہے۔ ان مختلف قسم کی تکنیکوں میں ایک اہم تکنیک فلش بیک تکنیک ہے۔ کسی بھی کہانی میں ایک کردار حال میں سوچتے ہوئے ماضی میں چلا جاتا ہے اور اپنے حال کو ماضی سے مربوط کر کے سوچتا ہے تو اسے فلیش بیک کہا جاتا ہے۔ یہاں مصنف ایک ایسا انداز لاتا ہے جو حال کے واقعات اور مشاہدات سے جوڑے ماضی کے واقعات اور تجربات کو منظر عام پر لانے کا وسیلہ بناتا ہے۔ اس کی بدولت ماضی کی متحرک تصاویر صاف شفاف انداز میں تخیل کی رو میں بہہ کر صفحہ قرطاس پر منعکس ہو جاتی ہیں۔ چاہے منفی ہوں یا مثبت فلیش بیک تکنیک کے ذریعے ان تجربات و مشاہدات کو نئی زندگی ملتی ہے اور ادیب اس تکنیک کے استعمال سے تحریر میں خوبی اور گنج معنی آباد کرتا ہے۔ اس تکنیک کے ذریعے ادیب اپنے ذاتی کردار، علم، مشاہدے اور تجربے سے تکنیکی مہارت کو بروئے کار لا کر اعلا درجہ کا فن پارہ تخلیق کرتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

تخیل کی جولان گاہ بہت وسیع ہے۔اس کی مدد سے ماضی اور مستقبل کو حال میں سمیٹا جاسکتا ہے۔ایک شاعر یا نثر نگار زمانہ حال میں موجود ہوتا ہے۔ لیکن اپنی تخیل کی مدد سے گزرے ہوئے واقعات کا ربط اس خوب صورتی سے حالیہ کیفیات سے جوڑتا ہے کہ قاری کا ذہن اس طرح سے اس سے نہ صرف حظ اٹھاتا ہے۔بل کہ تاریخ کے کسی اہم واقع سے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا ہے۔"(۲)

فلیش بیک ایک ادبی تکنیک ہے جو کہانی میں موجودہ وقت سے گزشتہ واقعات کو یاد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ فلیش بیک وہ بیانیہ طریقہ ہے جس میں مصنف یا راوی اچانک موجودہ قصے سے ماضی کی طرف لوٹ جاتا ہے اور وہ واقعات پیش کرتا ہے جو موجودہ صورت حال کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ تکنیک ناول، افسانے، ڈرامے، خود نوشت اور سفر نامے میں زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ فلیش بیک ایک ایسی تکنیک ہے جو کسی بھی ادیب یا شاعر کی ماضی و حال کی سوچ کا سنگم ہوتی ہے۔ کسی کردار کا اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے ماضی میں چلے جانا۔ کسی بھی کہانی میں جب کردار حال کو سوچتے ہوئے ماضی میں چلا جاتا ہے اور اپنے حال کو ماضی سے جوڑ کر سوچتا ہے تو اسے فلیش بیک کہتے ہیں۔اس میں مصنف ماضی کے واقعات حالیہ مشاہدات کو جمع کر کے الفاظ کی مدد سے قاری کے سامنے پیش کرتا ہے۔یہ وہ طریقہ ہے جس میں لکھنے والا واقعات کو حال کے زمانے سے پیش کرتے ہوئے کہانی کو روایت کرتا ہے۔ فلیش بیک تکنیک میں کسی واقعے کی واضح تشریح کے بجائے اسے ماضی کے حوالے سے بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے ذریعے پڑھنے والے کو ایک مکمل کہانی کا تجربہ ہوتا ہے جو اسے دل چسپ بناتی ہے۔

اردو ادب میں مشتاق احمد یوسفی ایک بڑا نام ہے۔ڈاکٹر ظہیر فتح پوری نے درست کہا کہ ''ہم اردو مزاح کے عہد یوسفی میں جی رہے ہیں۔'' اردو زبان و ادب میں ایک نئی اور بھرپور آواز مشتاق احمد یوسفی ۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کو ہندوستان کے شہر جے پور میں پیدا ہوئے۔ اپنی ابتدائی تعلیم راجپوتانہ میں مکمل کی اور بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آگرہ یونی ورسٹی سے فلسفہ میں ایم اے کیا اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے وکالت کی ڈگری لی۔ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد ان کا خاندان ہجرت کر کے کراچی میں منتقل ہو گیا۔ مشتاق یوسفی نے اردو زبان و ادب کے ساتھ ساتھ بنیک کاری کے شعبے میں غیر معمولی خدمات دیں۔یوسفی بہت سے قومی اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے صدر بھی رہے۔ مشتاق احمد یوسفی بڑے نستعلیق انسان تھے۔ وہ بینکر تھے۔ عوامی اور تعلقات عامہ کے آدمی نہیں تھے۔وہ لکھتے کم تھے لیکن معیار پر نظر رکھتے تھے۔ان کا تعلق ایک علمی اور باعزت خاندان سے تھا۔ان کے والد عبدالکریم خان یوسفی، جے پور میونسپلٹی کے چیئرمین اور بعد میں اسمبلی کے اسپیکر رہ چکے تھے۔یوسفی صاحب کی والدہ، ایک نہایت شائستہ اور تعلیمی لحاظ سے باصلاحیت خاتون تھیں۔ان کا خاندانی پس منظر دو ثقافتوں کا حسین امتزاج تھا۔پدری طرف وہ پشتون قبیلے (یوسف زئی) سے تعلق رکھتے تھے، جب کہ مادری طرف راجپوت راٹھور قبیلے سے تعلق تھا۔یہ متنوع ثقافتی ماحول بعد میں ان کے ادبی ذوق اور زبان کی نزاکت میں واضح جھلکتا رہا۔ اب تک ان کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔چراغ تلے (۱۹۶۱ء)، یوسفی کی پہلی معروف تصنیف، جس میں روزمرہ زندگی کے لطائف اور مزاحیہ پہلوؤں کو بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔خاکم بدہن (۱۹۶۹ء) زندگی کی پیچیدگیوں اور معاشرتی تضادات پر لطیف طنز پر مشتمل کتاب ہے۔زر گزشت (۱۹۷۶ء) یوسفی صاحب کی زندگی کے مشاہدات، یادیں، اور انسانی فطرت پر گہرائی سے نظر ڈالی ہوئی ہے،(آبِ گم (۱۹۹۰ء فلسفیانہ مزاح اور گہری فکری تحریریں، جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔،(شامِ شعرِ یاراں (۲۰۱۴ء)، یوسفی کی وہ دل کش کتاب ہے جس میں انھوں نے اپنی مخصوص شگفتہ، نفیس اور تہذیبی رنگ لیے ہوئے نثر میں سماجی رویوں، ادبی محفلوں اور زندگی کی لطیف حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ان کی ادبی خدمات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے ستارہ امتیاز، نشان امتیاز اور ہلال امتیاز کے تمغوں سے نوازا۔اس کے علاوہ کمالِ فن ایوارڈ، آدم جی ایوارڈ، بابائے اردو مولوی عبدالحق ایوارڈ سے بھی نوزا گیا۔یوسفی نے شگفتہ نثر نگاری کا جو اعلا معیار قائم کیا اس کا نمونہ دور دور تک کہیں اور نظر نہیں آتا تھا۔وہ مزاح کو زندگی کی اہم حقیقت شمار کرتے ہیں۔یوسفی طرز بیان، ادبیت، ذہانت اور برجستگی میں ڈوبا ہوا ہے۔ وہ بات میں سے بات پیدا نہیں کرتے، بلکہ بات خود کو ان سے کہلوا کر ایک طرح کی طمانیت اور افتخار محسوس کرتے۔یوسفی صاحب کی تحریروں میں انشائیے، خاکے، آپ بیتی اور پیروڈی سب کچھ شامل ہے اور ان سب میں طنز و مزاح کی پر کیف روانی ہے جسے پڑھ کر اردو زبان کا قاری مشتاق احمد یوسفی کا مداح ہو جاتا ہے۔جون ۲۰۱۸ کو ۹۵ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ جس کے ساتھ ہی عہد یوسفی بھی ختم ہو گیا۔یوسفی ایک تہذیب اور ایک عہد کے نمائندہ ستارے تھے۔وہ ایک بینکر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلا پائے کے ادیب بھی تھے۔یوسفی کی تحریروں میں ایک عام کہانی سے لے کر بڑی کہانی کے کردار شامل ہیں جن کو برت کر ماضی، حال اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل بھی دیا ہے۔یہ بات حقیقت ہے کہ ہر ادیب اپنے معاشرے کی روایات، رہن سہن، اقدار، تہذیب، رسم و رواج کو شعوری اور لاشعوری طور پر اپناتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حالات واقعات سیاسی و سماجی مسائل پر فن کارانہ اظہار خیال کرتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کا نام ایسے ہی ادیبوں میں شامل ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مشتاق یوسفی اپنی تحریروں میں فلیش بیک تکنیک کو بڑے خوب صورت انداز میں استعمال کرتے ہیں یہ اپنی تحریروں میں قاری کو پچھلے واقعات کردار یا حالات کی طرف لے جاتے ہیں۔یوسفی اپنی تحریروں میں فلیش بیک کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے،ان کے کرداروں،ان کی زندگی اور ان کے فیصلوں کی گہرائیوں اور پیچیدگی کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔مشتاق یوسفی کے ہاں فلیش بیک کا منفرد انداز موجود ہے۔فلیش بیک تکنیک کے ذریعے مصنف کرداروں کو مضبوط،کہانی کو پختہ اور تجسس پیدا کرتا ہے۔مشتاق یوسفی کم لفاظی استعمال کرتے ہیں وہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کا ہنر باخوبی جانتے ہیں۔مشتاق یوسفی کے ہاں ایک اور منفرد انداز ان کا فلیش بیک ہے وہ اپنی تحریروں میں اچانک الٹے پاؤں ماضی کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں اور گزرے واقعات کو حال کے لمحوں سے مربوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں،یوں ایک پُراثر تحریر وجود میں آجاتی ہے۔

”چراغ تلے“یوسفی کی پہلی کتاب ہے اور اس میں فلیش بیک تکنیک نہایت نمایاں،بے ساختہ اور مزاحیہ رنگ میں استعمال ہوئی ہے۔اس کتاب میں یوسفی معمولی بات،آواز،محاورے یا کردار کے ذکر سے فوراً ماضی میں چلے جاتے ہیں،اور یہ سفر مزاح اور طنز دونوں کے لیے بہترین مواد فراہم کرتا ہے۔انھوں نے اپنی اس کتاب چراغ تلے میں اس تکنیک کا بھرپور استعمال کیا ہے۔دیکھیے کیسے وہ موجودہ گفت گو سے اچانک ماضی میں چھلانگ لگاتے ہیں۔یوسفی ایک عام روزمرّہ گفت گو کر رہے ہوتے ہیں اور ایک لفظ یا جملہ اُنھیں ماضی کے کسی منظر میں لے جاتا ہے۔ایک مضمون میں جب وہ موجودہ دوستوں کی محفل کا کوئی لطیفہ سناتے ہیں،تو فوراً یاد آ جاتا ہے:

"اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے پرائمری اسکول میں پیش آیا تھا جب ماسٹر صاحب کی ایک غلط فہمی نے پوری کلاس کو سزا دلوا دی تھی۔“(۳)

یہ فلیش بیک نہ صرف مزاح پیدا کرتا ہے بلکہ ماضی کی کم عمر معصومیت بھی سامنے لاتا ہے۔ایک جگہ وہ کردار کو سمجھانے کے لیے اس کے ماضی کی یاد کی طرف پلٹتے ہیں۔وہ اکثر کسی کردار کی باریک عادت یا رویے کو بیان کرنے کے لیے اُس کے ماضی کی طرف پلٹتے ہیں۔ایک عجیب مزاج رشتے دار کے بارے میں لکھتے ہوئے وہ فوراً اُس کے بچپن کی شرارت یاد کرتے ہیں:

"یہ وہی صاحب ہیں جو بچپن میں بھی مہمانوں کے سامنے امی کی پوشیدہ باتیں فخر سے بیان کر دیا کرتے تھے۔“(۴)

فلیش بیک یہاں کردار کے رویے کی جڑ دکھاتا ہے۔مزاح پیدا کرنے کے لیے فلیش بیک کا کس خوب صورتی سے استعمال کرتے ہیں۔ان کے ہاں فلیش بیک صرف وضاحت نہیں بلکہ مزاح کا ہتھیار ہے۔جب وہ موجودہ مہنگائی اور ٹیکنالوجی کی بات کرتے ہیں،تو اچانک یاد آتا ہے:

"ہمارے محلے کا ایک چپراسی اپنی سائیکل کے ہارن کو 'ہائی فائی' سمجھ کر بجایا کرتا تھا،اور سمجھتا تھا کہ سب اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔“(۵)

ماضی کا یہ مضحکہ خیز منظر حال کے بیان میں مزید چاشنی شامل کرتا ہے۔یوسفی ماضی کی سادگی اور حال کی پیچیدگی کا تقابل ہنسی مزاح کے ساتھ کرتے ہیں۔جس جگہ وہ آج کے بے تکلف نوجوانوں کا ذکر کرتے ہیں،وہاں فوراً ماضی کے نوجوانوں کی جھجک یاد آتی ہے:

"ہمارے زمانے میں تو لڑکے لڑکیوں سے بات کرنا تو دور،اُن کے سائے سے بھی خائف رہتے تھے۔"

یہ فلیش بیک طنز اور معاشرتی سماجیات دونوں کو بیان کرتا ہے۔یوسفی کے پاس ایک لفظ یاذکر بھی فلیش بیک کو شروع کر دیتا ہے۔

پکوڑے کا ذکر آتے ہی وہ اچانک ماضی کے بازار کے ایک مزاحیہ قصے میں چلے جاتے ہیں:

”پکوڑوں کی دکان پر وہ بزرگ بیٹھے تھے جو تیز مصالحے سے بھی زیادہ تلخ باتیں کرتے تھے۔“(۶)

یہ مختصر فلیش بیک پورے منظر کو زندہ کر دیتا ہے۔یوسفی جگہوں کا ذکر کرتے ہوئے فوراً اُن کی پرانی ہئیت یاد کرتے ہیں۔جب وہ موجودہ شہر کی افراتفری بیان کرتے ہیں،فوراً یاد کرتے ہیں:

"یہی سڑک کبھی شام کو خالی ہو جایا کرتی تھی،اور ہم لڑکے تاریک ہونے سے پہلے کم از کم دودھ والی گلی کی طرف دوڑ لگا لیا کرتے تھے۔"(۷)

یہ منظر نوستالجیا پیدا کرتا ہے۔خاندانی قصے کو بھی فلش بیک کی صورت میں بیان کیا ہے۔خاندان کے واقعات چراغ تلے کی جان ہیں اور اکثر فلیش بیک کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ایک خاندانی بزرگ کے ذکر پر فوراً اُن کے ماضی کی کوئی دل چسپ ڈانٹ یا حرکت یاد آ جاتی ہے:

"وہی اباجان جو مہمانوں کے سامنے تو بڑے باوقار رہتے تھے، مگر گھر میں ہماری چھوٹی سی لغزش پر محکمانہ انکوائری شروع کر دیتے تھے۔"(۸)

یہ فلیش بیک کردار کی دوہری طبیعت نمایاں کرتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی نے فلیش بیک سے بیانیے میں روانی اور دل کشی پیدا کی ہے۔ چراغ تلے میں فلیش بیک کا استعمال کبھی بھی تحریر کو ٹوٹنے نہیں دیتا بلکہ وہ لہجے کا حصہ محسوس ہوتا ہے۔ یوسفی موجودہ واقعہ سناتے سناتے ماضی میں جاتے ہیں، پھر دو تین جملوں بعد دوبارہ حال میں لوٹ آتے ہیں۔ یہ اُتار چڑھاؤ بیانیے کو جان دار، چلتا ہوا اور مزاحیہ بنا دیتا ہے۔ چراغ تلے میں فلیش بیک تکنیک کرداروں کی تصویر مکمل کرتی ہے مزاح کو گہرائی اور چمک بخشتی ہے ماضی اور حال کے طنزیہ تقابل کو مضبوط کرتی ہے نوستالجیا پیدا کرتی ہے، بیانیے کی روانی قائم رکھتی ہے تحریر کو ذاتی، سوانحی اور گہرے تجربات سے بھر دیتی ہے یعنی یوسفی کی نثر کی روح فلش بیک کی فن کارانہ آمد و رفت اس کتاب میں پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتی ہے۔

'حاکم بد ہن' یوسفی کی سب سے زیادہ طنزیہ اور مزاحیہ کتابوں میں سے ہے، جس میں سیاسی، سماجی اور عدالتی واقعات کی تصویر کشی کے لیے فلیش بیک تکنیک بڑے فن سے استعمال ہوئی ہے۔ کتاب میں اکثر یوسفی کسی حالیہ عدالتی واقعے کا ذکر کرتے ہیں اور فوراً پرانی عدالت یا مقدمے کے منظر کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ ایک موجودہ مقدمے کی بحث کے دوران انھیں یاد آتا ہے:

"یہی عدالت کبھی اُس زمانے میں بھی ایسی ہی تھی، مگر جج صاحب کے پاس قلم کی بجائے چابک ہوا کرتی تھی۔"(۹)

یہ فلیش بیک حال اور ماضی کے عدالتی رویوں کا طنزیہ تقابل پیش کرتا ہے۔ یوسفی اکثر کسی کردار کی موجودہ حرکت سے اس کے ماضی کی عادت یاد دلا دیتے ہیں۔ کسی افسر کی کرپشن یا چھوٹی چالا کی دیکھ کر فوراً یاد آتا ہے:

"یہ وہی صاحب ہیں جو بچپن میں بھی شیرینی چھپانے میں استاد تھے۔ اب قوانین کے کاغذوں میں چھپاتے ہیں۔"(۱۰)

یہ فلیش بیک کردار کے مزاحیہ پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ حاکم بد ہن میں فلیش بیک اکثر مزاح پیدا کرتا ہے، کبھی ذاتی، کبھی سماجی۔ عدالتی عملے کی موجودہ بے عملی دیکھ کر یوسفی ماضی کے ایک چھوٹے مگر مزاحیہ واقعے میں چلے جاتے ہیں:

"یاد ہے کہ ایک کلرک نے کاغذ گم کرنے پر خود کو ہی قصوروار ٹھہرا دیا تھا آج بھی یہی لوگ 'تحقیق' کے بہانے خود بیٹھے رہتے ہیں۔"(۱۱)

یہ فلیش بیک صورتحال میں مزاح اور طنز دونوں پیدا کرتا ہے۔ یوسفی موجودہ عدالتی یا سماجی حالات کا تقابل پرانے حالات سے کرتے ہیں۔ موجودہ قوانین کی پیچیدگی دیکھ کر وہ پرانی سادگی یاد کرتے ہیں:

"تب عدالت کے قواعد بھی سخت تھے مگر سیدھے اب کاغذوں اور دستخطوں کے جال میں قاضی بھی خود الجھ جاتے ہیں۔"(۱۲)

یہ فلیش بیک طنزیہ اثر پیدا کرتا ہے۔ یوسفی کے ہاں ایک لفظ یا واقعہ پوری یاد کو جگا دیتا ہے۔ گواہ کا لفظ سنتے ہی وہ پرانے گواہوں کی زحمت اور ان کے مزاحیہ رویے یاد کر لیتے ہیں:

"ایک گواہ تو اتنی دیر بولتا رہا کہ جج صاحب نے خود ہی وضاحت کر دی کہ ہمیں اصل قصہ یاد ہے یا نہیں۔"(۱۳)

یہ فلیش بیک قاری کو پورے منظر میں لے جاتا ہے۔ حاکم بد ہن میں کرداروں کی مکمل تصویر فلیش بیک کے ذریعے بنتی ہے: ان کی عادات، کمزوریاں اور مزاحیہ خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ ایک وکیل کی موجودہ فضول بحث پر یوسفی یاد کرتے ہیں:

"یہی وکیل بچپن میں بھی ہر بات میں ہرجانہ ڈھونڈ لیتا تھا اب جج کے سامنے قانون کے جال میں پھنس جاتا ہے۔"(۱۴)

یہ فلیش بیک کردار کو انسانی اور طنزیہ دونوں بناتا ہے۔ یوسفی ماضی کی عدالتوں، محفلوں اور سماجی رسم و رواج کا تذکرہ فلیش بیک میں کرتے ہیں، جو نوستالجیا پیدا کرتا ہے۔ ایک موجودہ عدالتی رسم یاد کرتے ہوئے وہ پرانی رسم یاد کر لیتے ہیں:

"پرانے زمانے میں مقدمے کی کارروائی بھی سادہ مگر دلچسپ تھی ہر کمرہ اپنے قصے سناتا تھا۔"(۱۵)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ فلیش بیک سماجی اور ادبی تصویر کشی میں مدد گار ہے۔ حاکم بد ہن میں فلیش بیک تکنیک عدالتی اور سماجی کرداروں کو مکمل بناتی ہے۔ طنز اور مزاح کی شدت بڑھاتی ہے، ماضی وحال کا تقابل نمایاں کرتی ہے۔ بیانیے میں روانی اور دل چسپی برقرار رکھتی ہے۔ نوستالجیا اور سماجی تصویر کشی پیدا کرتی ہے مختصر یہ کہ فلیش بیک حاکم بد ہن کا بیانیے کی روحانی اور فنی ستون ہے، جو یوسفی کے مزاح اور تنقید کو موثر اور یادگار بناتا ہے۔

”زر گزشت“ یوسفی کے خاکوں اور نیم خود نوشت بیانیے پر مشتمل ہے، اس لیے کتاب کا بڑا حصہ یادوں اور ماضی کے تجربات پر قائم ہے۔ یوسفی کے ہاں فلیش بیک نہایت بے ساختہ، مزاحیہ اور حقیقت نگاری کے ساتھ آتا ہے۔ وہ . موجودہ گفت گو سے ماضی کے اسکول یا کالج کا منظر یوسفی ایک عام بات کرتے ہوئے فوراً بچپن یا جوانی میں پہنچ جاتے ہیں۔ ایک جگہ وہ اپنے موجودہ دفتر کے ملازم کی سستی کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی سے انھیں اپنے اسکول کا ایک لڑکا یاد آجاتا ہے:

"یہ ہمیں اُس لڑکے کی یاد دلاتا ہے جو ہوم ورک نہ کرنے کے باوجود ماسٹر صاحب سے فرمائش کرتا تھا کہ پہلے ہماری کاپی چیک کی جائے۔“(۱۶)

یہ فلیش بیک نہ صرف مزاح پیدا کرتا ہے بلکہ کرداروں کی نفسیات کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ زر گزشت میں کئی کردار ایسے ہیں جن کی عجیب وغریب عادتوں یا رویّوں کو یوسفی ماضی کے واقعات سے جوڑتے ہیں۔ ایک بخل پسند رشتے دار کا ذکر کرتے ہوئے وہ فوراً یاد کرتے ہیں:

"یہ صاحب بچپن میں بھی مٹھائی کی دوڑ میں سب سے پیچھے رہتے تھے، صرف اس لیے کہ کہیں دوڑتے ہوئے مٹھائی گر نہ جائے۔“(۱۷)

یہ فلیش بیک مزاح اور کردار دونوں کو گہرا کرتا ہے۔ مزاح بڑھانے کے لیے فلیش بیک کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ یوسفی عموماً موجودہ صورت حال کو ماضی کے مضحکہ خیز واقعے سے جوڑ دیتے ہیں۔ ایک سنجیدہ بحث کے دوران انھیں اپنے محلے کے اُس آدمی کی یاد آتی ہے جسے انگریزی بولنے کا بڑا شوق تھا:

"وہ جب بھی انگریزی بولتا تھا، کان سے دھواں اور دل سے دعا نکلتی تھی۔“(۱۷)

یہ اچانک فلیش بیک قاری کو قہقہہ لگانے پر مجبور کرتا ہے۔ زر گزشت میں فلیش بیک بار بار ماضی کی سادگی اور حال کی مصنوعی تہذیب کا تقابل سامنے لاتا ہے۔ جب یوسفی آج کل کے نوجوانوں کی مشینی مصروفیت کا ذکر کرتے ہیں تو فوراً ماضی کی شامیں یاد آتی ہیں:

"ہمارے زمانے میں شامیں اتنی سادہ تھیں کہ سب لوگ محلے کے چوک پر کرکٹ کھیلتے تھے، خواہ گیند گلی کے نالے میں ہی کیوں نہ چلی جائے۔“(۱۸)

یہ فلیش بیک طنزیہ اور مزاحیہ دونوں رنگ رکھتا ہے۔ یوسفی کے گھر کے افراد، خاص طور پر والد، ماموں اور دادا کے قصے، فلیش بیک میں بے ساختہ آتے ہیں۔ کسی معمولی واقعے سے انھیں والد کی سخت مزاجی یاد آجاتی ہے:

"ابا کبھی ہمیں مارتے نہیں تھے بس ایسے گھورتے تھے کہ ہم خود ہی اپنی سزا تجویز کر لیتے تھے۔“(۱۹)

یہ فلیش بیک محبت، ادب اور مزاح تینوں رنگوں کا مرکب ہے۔ یوسفی جگہوں اور شہروں کی یاد فلیش بیک کی صورت میں کرتے ہیں۔ جگہوں کے ذکر پر فوراً ماضی کی فضا میں چلے جاتے ہیں۔ کراچی کے کسی مصروف علاقے کا ذکر کرتے ہوئے انھیں بچپن کا پر سکون کراچی یاد آتا ہے:

"یہی سڑک کبھی اتنی ویران ہوتی تھی کہ ہم اس پر پتنگیں پکڑنے کے مقابلے کرتے تھے۔“(۲۰)

یہ منظر نوستالجیا پیدا کرتا ہے۔ چھوٹے واقعات سے پوری کہانی کا فلیش بیک بھی استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کبھی ایک لفظ بھی پوری یاد کو جگا دیتا ہے۔ قرض کا لفظ سنتے ہی وہ فوراً ایک پرانے دفتر کے کلرک کی یاد دہرا دیتے ہیں:

"وہ کلرک جو قرض دیتے ہوئے بھی رسید بنواتا تھا اور واپس لیتے ہوئے ثبوت مانگتا تھا۔“(۲۱)

یہ مختصر فلیش بیک بیانیے کی رفتار بڑھاتا ہے۔ یوسفی کی تحریر حال ماضی حال کے اس سفر میں کہیں نہیں الجھتی۔ فلیش بیک بیانیے کو وقفہ، تازگی، مزاح اور تسلسل سب کچھ فراہم کرتا ہے۔ کسی جدید واقعے کے بیان کے دوران وہ دو تین جملوں میں ماضی کی طرف جاتے ہیں اور فوراً واپس آجانے سے تحریر کبھی ٹوٹتی نہیں۔ زر گزشت میں فلیش بیک تکنیک کرداروں کی تصویر مکمل کرتی ہے۔ مزاح کو گہرا اور زندگی بھرپور کرتی ہے۔ ماضی اور حال کے طنزیہ تقابل کو نمایاں کرتی ہے۔ یادداشت، نوستالجیا اور سوانحی بیانیہ کو مضبوط بناتی ہے۔ تحریر کو مسلسل رواں، قدرتی اور دل کش رکھتی ہے۔ مختصر یہ کہ فلیش بیک یوسفی کے بیانیے کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اور زر گزشت میں یہ فن اپنی پوری رعنائی سے جلوہ گر ہوتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

’آبِ گُم‘ پوری کتاب یادداشتوں کے بہاؤ پر قائم ہے۔ کتاب کا بیانیہ براہِ راست حال سے شروع ہوتا ہے مگر چند جملوں کے بعد ہی یوسفی ماضی میں لوٹ جاتے ہیں۔ ایک جگہ وہ موجودہ کراچی کی بدنظمی کا ذکر کرتے ہیں، اور اچانک یاد آ جاتا ہے:

”ہمارے بچپن کے کراچی میں گلی کے نکڑ پر بیٹھا بار بر ہی علاقے کی خفیہ ڈائری ہوتا تھا۔“(۲۲)

یہ فلش بیک حال سے ماضی تک ایک ہلکا سا مگر فطری پل بناتا ہے۔ یوسفی اپنی شخصیت، خوف، کمزوریوں اور گھر کے ماحول کو سمجھانے کے لیے بار بار بچپن میں چلے جاتے ہیں۔ گلی محلّے کے لڑکوں کی شرارتوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ فوراً یاد کرتے ہیں:

"ہم بھی انھی نالائقوں میں شامل تھے جنھیں ذرا سا بھی سکون ہو تو انہدامی کارروائی شروع کر دیتے تھے۔“(۲۳)

یہاں فلش بیک کردار نگاری کو مکمل کرتا ہے۔ والد کی شخصیت آبِ گُم کا مرکزی ستون ہے اور یوسفی اکثر اُن کی یاد میں پگھل جاتے ہیں۔ کسی معمولی مالیاتی اصول کی بات کرتے ہوئے اچانک انہیں والد کی سخت گیر طبیعت یاد آتی ہے:

”ابا کہا کرتے تھے کہ پیسہ اگر ذرا سا بھی جمع نظر آئے تو لڑکوں کا دل مت ماریے وہ اُڑ جائے گا۔“(۲۴)

یہ فلیش بیک طنز اور محبت دونوں کے ساتھ بے ساختہ آتا ہے۔ یوسفی فلیش بیک کو طنز کا ہتھیار بناتے ہیں۔ جب وہ موجودہ تعلیمی نظام پر طنز کرتے ہیں تو فوراً ماضی کے اسکول کا منظر کھل جاتا ہے:

”ہمارے ماسٹر صاحب کا بس ایک ہی اصول تھا زورِ بازو سے اصلاحِ احوال۔“(۲۵)

یہ ماضی کا منظر حال کے مقابلے میں طنزیہ روشنی ڈالتا ہے۔ آبِ گُم میں شہر خصوصاً کراچی، لکھنؤ، بدایوں اور بمبئی کے یادگار مناظر فلش بیک کی صورت بار بار آتے ہیں۔ کراچی کے ایک چوک کا ذکر کرتے ہوئے اچانک انھیں ۱۹۵۰ء کا منظر یاد آتا ہے:

"وہی چوک جہاں اب فاسٹ فوڈ کی قطاریں ہیں، کبھی وہاں لسی بیچنے والے چاچا کی دکان ہوا کرتی تھی جس کی لسی میں
پانی کم اور محبت زیادہ ہوتی تھی۔“(۲۶)

یہ فلش بیک قاری کو اُس دور میں لے جاتا ہے۔ یوسفی کے فلش بیک کا سب سے بڑا حسن یہ ہے کہ وہ اچانک مزاح پیدا کرتے ہیں۔ اپنی لائبریری کے بکھرے ہوئے حال کا ذکر کرتے ہوئے وہ فوراً ماضی میں چلے جاتے ہیں:

”ہمیں کتابیں بچپن ہی سے عزیز تھیں خاص طور پر وہ جو ہم نے پڑھے بغیر واپس کیں۔“(۲۷)

یہ فلیش بیک صورتحال کو غیر متوقع مزاحیہ موڑ دیتا ہے۔ آبِ گُم میں کئی جگہ یوسفی فلیش بیک کو جذباتی اظہار کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ والدہ کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے:

"اماں اُجالے میں بھی دیا جلاتی تھیں کہیں کوئی سایہ بچ نہ جائے۔“(۲۸)

یہ منظر اچانک ماضی میں لے جا کر قاری کو گہرا جذباتی جھٹکا دیتا ہے۔ یوسفی اپنے آبائی علاقوں، زبان، بولیوں اور رسوم کا ذکر کرتے ہوئے ماضی کے قصوں کی طرف پلٹتے ہیں۔ بدایوں کا ذکر کرتے ہوئے:

"وہاں صبحیں کچھ اور ہی تھیں ایسی کہ پرندے بھی منہ دھو کر چہکتے تھے۔“(۲۹)

یہ منظر نگاری قاری کو فضا میں غرق کر دیتی ہے۔ آبِ گُم میں فلیش بیک تکنیک: بیانیے کی بنیاد ہے۔ کرداروں کو زندگی دیتی ہے۔ طنز اور مزاح کو مضبوط کرتی ہے۔ ماضی و حال کا تقابل پیش کرتی ہے جذبات، نوستالجیا اور تہذیب کو گہرائی دیتی ہے۔ تحریر کو متاثر کن، رنگا رنگ اور دل کش بناتی ہے یعنی فلش بیک آبِ گُم کا مرکزی فن کارانہ ستون ہے۔

”شامِ شعرِ یاراں“ یوسفی کی مزاحیہ یادداشتوں، شگفتہ خاکوں اور ادبی شخصیات کے دل آویز تذکروں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں فلیش بیک تکنیک خصوصاً ادبی محفلوں، شعرا، احباب کی نشستوں اور نوستالجک یادوں میں بار بار نمودار ہوتی ہے۔ یوسفی یاد کی روشنی میں ماضی کو اس طرح زندہ کرتے ہیں کہ قاری ایک لمحے میں موجودہ منظر سے پرانی محفل میں پہنچ جاتا ہے۔ یوسفی کسی موجودہ مشاعرے یا محفلِ شعر کا ذکر کرتے ہوئے فوراً ایک پرانی محفل یاد کر لیتے ہیں۔ ایک نئی ادبی نشست کے ہنگامے سے اُنھیں پچاس کی دہائی کی وہ سادہ سی محفل یاد آ جاتی ہے:

"اس زمانے میں کرسیوں کی کمی ہوتی تھی مگر اشعار کی نہیں اور شاعر اکثر شعر سے پہلے اپنی مظلومیت بیان کرتے تھے۔"(۳۰)

یہ فلیش بیک حال اور ماضی کی ادبی فضا کا مزاحیہ موازنہ کرتا ہے۔ معروف شعرا کی شخصیت بیان کرنے کے لیے فلیش بیک کا استعمال کرتے ہیں۔ جب کسی شاعر یا ادیب کی کوئی تازہ گفت گو بیان کرتے ہیں، فوراً اُس سے متعلق پرانا منظر یاد کر لیتے ہیں۔ ایک شاعر کی خود ستائی دیکھ کر انھیں وہ پرانا قصہ یاد آتا ہے:

"ایک بار اپنا ہی شعر اتنی عقیدت سے پڑھا کہ ہمیں لگا شاید شاعر کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم تعزیتی نشست میں بیٹھے ہیں۔"(۳۱)

یہ فلیش بیک شاعر کی شخصیت کے مزاحیہ پہلو کو ابھارتا ہے۔ دوستوں، ادبی رفقا اور کلاسیکی محفلوں کے فلیش بیک بھی کرتے ہیں۔ کتاب میں اکثر ایک دوست کا ذکر، قاری کو فوراً اُس کی ماضی کی حرکتوں تک لے جاتا ہے۔ ایک دوست کی بے وقت تنقید سے انھیں اُس کا پرانا شوق یاد آ جاتا ہے:

"یہ وہی صاحب ہیں جو طالب علمی میں بھی ہر شعر کی تقطیع کرتے ہوئے شاعر کی نیت پر بھی سوال اٹھا دیتے تھے۔"(۳۲)

یہ فلیش بیک کردار کی بنیادی عادت ظاہر کرتا ہے۔ یوسفی فلیش بیک کے ذریعے یہ دکھاتے ہیں کہ مشاعرے کیسے بدلے، سامعین کی عادتیں کیسی ہو گئیں، اور شعر کے انداز کیسے بدل گئے۔ آج کے سامعین کے موبائل فون والا ماحول دیکھ کر انہیں پرانی محفلیں یاد آتی ہیں:

"تب سامعین شعر سننے آتے تھے۔ اب شاعر سننے آتے ہیں، اور سامعین پیغامات چیک کرتے ہیں۔"(۳۳)

یہ فلیش بیک مزاح اور تنقید دونوں پیدا کرتا ہے۔ بہت سی جگہ یوسفی ادبی استادوں اور بوڑھے شعرا کی شخصیت کو ماضی کے قصوں کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ ایک بزرگ شاعر کی حالیہ خاموشی دیکھ کر اُنہیں اُس کا پرانا جوش یاد آتا ہے:

"ایک زمانہ تھا کہ وہ ایک مصرعہ سن کر بھی دس منٹ تک اصلاح دیتے تھے اور آخر میں اسے شرف قبولیت بھی نہ دیتے تھے۔"(۳۴)

یہ فلیش بیک بزرگ شاعر کا پورا مزاج سامنے لے آتا ہے۔ شامِ شعرِ یاراں میں چائے خانوں کے مناظر، گلیوں کے کونے، اور ادبی دوستوں کے ٹھٹھے بار بار بھرپور فلیش بیک کی صورت میں ابھرتے ہیں۔ چائے کی ایک پیالی ہاتھ میں آتے ہی وہ فوراً اُس پرانی چائے کی دکان میں پہنچ جاتے ہیں:

"جہاں چائے کم اور بحث زیادہ ملتی تھی اور کبھی کبھار تو کپ بھی دو ٹکڑوں میں ملتا تھا۔"(۳۵)

یہ فلیش بیک قاری کو پوری فضا میں غرق کر دیتا ہے۔ کئی جگہ یوسفی اپنی ادبی زندگی کے ابتدائی دنوں کی یادیں سنا کر بیانیے میں ذاتی رنگ شامل کرتے ہیں۔ اپنی پہلی کتاب پر دوستوں کی تعریفوں نے انھیں فوراً وہ دن یاد دلا دیا جب وہ پہلی بار محفل میں شعر سنانے کھڑے ہوئے تھے:

"ہم نے شعر سنایا اور سامعین نے ہمیں پانی پیش کیا۔ شاید اُنہیں لگا کہ ہمارا گلا بیٹھ گیا ہے، شعر نہیں۔"(۳۶)

یہ فلیش بیک خود کو بھی طنز کا نشانہ بناتا ہے۔ شامِ شعرِ یاراں میں فلیش بیک تکنیک: ادبی محفلوں کی فضاؤں کو زندہ کرتی ہے کرداروں کی شخصیتوں کو مکمل بناتی ہے طنزیہ اور مزاحیہ تاثر بڑھاتی ہے ماضی و حال کے تقابل میں ادبی دنیا کی تبدیلی دکھاتی ہے بیانیے کو رواں، ہلکا پھلکا اور شگفتہ بناتی ہے کتاب کو یادوں کی خوش بو سے مالا مال کرتی ہے مختصر یہ کہ فلیش بیک یوسفی کی ادبی یادداشتوں کو رنگین اور جان دار بنانے کا بنیادی ذریعہ ہے۔

مشتاق احمد یوسفی کے ہاں فلیش بیک تکنیک کا استعمال ادبی، نفسیاتی، سماجی اور مزاحی زاویے فراہم کرتا ہے۔ یہ تکنیک نہ صرف کہانی کی گہرائی اور کردار کی پیچیدگی کو واضح کرتی ہے بلکہ معاشرتی اور ثقافتی رویوں کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کے نثر میں فلیش بیک تکنیک نہ صرف کہانی کی ساخت اور کردار کی نفسیات کے لیے اہم ہے بلکہ یہ مزاح، طنز اور سماجی عکاسی کے لیے بھی ایک طاقت ور ادبی آلہ ہے۔ یہ تکنیک یوسفی کی نثر کو منفرد بناتی ہے اور اردو ادب میں فلیش بیک کے تحقیقی مطالعے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کی نثر میں فلیش بیک تکنیک ایک کثیر الجہتی ادبی آلہ ہے۔ یہ تکنیک کردار کی نفسیات کو واضح کرتی ہے، کہانی میں مزاح اور طنز پیدا کرتی ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کے نثر میں فلیش بیک تکنیک نہ صرف کہانی کی ساخت اور کردار کی نفسیات کے لیے اہم ہے بلکہ یہ مزاح، طنز اور سماجی عکاسی کے لیے بھی ایک طاقتور ادبی آلہ ہے۔ مشتاق یوسفی نے اپنی تحریروں میں فلیش بیک تکنیک کو نہایت موثر انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف حال میں سوچتے ہوئے ماضی میں چلا جاتا ہے اور اپنے حال کو ماضی سے مربوط کر کے سوچتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات

۱۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۴۷

۲۔ ڈاکٹر، ہارون الرشید تبسم، پاکستانی اردو سفر ناموں میں فلیش بیک تکنیک، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ ۲۰۱۹ ص ۳۳

۳۔ مشتاق احمد یوسفی، چراغ تلے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی، ۱۹۶۱ء ص ۴۳

۴۔ ایضا، ص ۶۵

۵۔ ایضا، ص ۵۴

۶۔ ایضا، ص ۵۸

۷۔ ایضا، ص ۵۴

۸۔ ایضا، ص ۵۳

۹۔ مشتاق احمد یوسفی، خاکم بدہن، مکتبہ دانیال، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۶۷

۱۰۔ ایضا، ص ۵۸

۱۱۔ ایضا، ص ۲۴

۱۲۔ ایضا، ص ۵۱

۱۳۔ ایضا، ص ۴۵

۱۴۔ ایضا، ص ۵۶

۱۵۔ ایضا، ص ۵۶

۱۶۔ مشتاق احمد یوسفی، زر گزشت، خاکم بدہن، مکتبہ دانیال، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۹۹

۱۷۔ ایضا، ص ۶۵

۱۸۔ ایضا، ص ۶۷

۱۹۔ ایضا، ص ۵۵

۲۰۔ ایضا، ص ۸۹

۲۱۔ ایضا، ص ۶۷

۲۲۔ مشتاق احمد یوسفی، آبِ گم، علم و عرفان پبلشر، پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۶۷

۲۳۔ ایضا، ص ۵۶

۲۴۔ ایضا، ص ۷۷

۲۵۔ ایضا، ص ۶۵

۲۶۔ ایضا، ص ۸۸

۲۷۔ ایضا، ص ۷۸

۲۸۔ ایضا، ص ۷۸

۲۹۔ ایضا، ص ۶۷

۳۰۔ مشتاق احمد یوسفی شامِ شعرِ یاراں، فواز نیاز پبلشر کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۴۵

۳۱۔ ایضا، ص ۷۷

۳۲۔ ایضا، ص ۸۷

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

۳۳۔ایضا،ص۸۸

۳۴۔ایضا،ص۹۸

۳۵۔ایضا،ص۵۶

۳۶۔ایضا،ص۸۸